فہمِ قرآن کورس

سبق 4

معلّم
فضیلۃ الشیخ ابو نعمان بشیر احمد حفظہ اللہ

سلسلہ 1 عَمَّ (پارہ 30)

التَّكْوِيْرِ

سورت کا تعارف

1 اس سورت کا نام پہلی آیت کے لفظ ''کُوِّرَت'' سے ماخوذ ہے اور یہ سورت ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئی اس لیے اسے مکی سورت کہا جاتا ہے۔

2 قرآنی ترتیب میں اس سورت کا نمبر 81 اور نزول نمبر 7 ہے۔

3 اس سورت میں ایک رکوع، 29 آیات، 106 کلمات اور 436 حروف ہیں۔

4 **ربط:** گزشتہ سورت ''عبس'' میں قیامت کی ہولنا کی کا مختصر ذکر تھا تو اس سورت میں تفصیل کیساتھ احوال قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ تا کہ ہر ایک کو قیامت کے مناظر سے آگاہی ہو جائے اور اس کیلئے تیاری شروع کر دے۔

5 **خلاصۂ سورت:** اس سورت میں قیامت کے ہیبت ناک مناظر میں سے بارہ ذکر کیے گئے ہیں، پہلے چھ کا تعلق نفخۂ اولیٰ سے ہے اور باقی چھ کا تعلق نفخۂ ثانیہ سے ہے۔ پھر مقصود چیز حساب و کتاب کا ذکر کیا گیا ہے۔

پھر قرآن مجید اور صاحبِ قرآن رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت اور اس عظیم کلام کو لیکر آنے والے جناب جبرئیل علیہ السلام کی فضیلت و شان بیان کی گئی ہے آخر میں ایسی پاکیزہ و راہنما کتاب سے اعراض کرنے والوں کو جھنجھوڑا گیا ہے۔

6 **اہمیت:** سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ: "إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ، وَإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ" ''جسے یہ بات پسند ہے کہ وہ قیامت (کے مناظر) کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ سورۃ تکویر، سورۃ انفطار اور سورۃ انشقاق پڑھ لے۔'' (جامع ترمذی، حدیث: 3333، مسند احمد 27/2)

آیات کا لفظی و بامحاورہ ترجمہ

ایاتها ۲۹ | ۸۱ سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ۷ | رکوعها ۱ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَإِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳ وَإِذَا الْعِشَارُ

جب	سورج	لپیٹ دیا جائے گا	اور جب	تارے	بے نور ہو جائیں گے	اور جب	پہاڑ	چلائے جائیں گے	اور جب	حاملہ اونٹنیاں

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا (اور بے نور ہو جائے گا) اور جب ستارے بکھر کر بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ (بادلوں کی طرح) چلائے جائیں گے اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے کار چھوڑ

عُطِّلَتْ ۝۴ وَإِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَإِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷

بے کار چھوڑ دی جائیں گی	اور جب	وحشی جانور	اکٹھے کئے جائیں گے	اور جب	سمندر	بھڑکائے جائیں گے	اور جب	جانیں	ملائی جائیں گی

دی جائیں گی اور جب جنگلی جانور اکٹھے کیے جائیں گے (کوئی کسی کو کچھ نہیں کہے گا) اور جب سمندروں کو خوب آگ سے بھڑکا دیا جائے گا اور جب روحوں کو (جسموں کے ساتھ) ملا دیا جائے گا

وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ۝٨ بِاَىِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۝٩ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۝١٠ وَاِذَا السَّمَآءُ

اور جب	زندہ دفن کی ہوئی (لڑکی)	سوال کی جائے گی	کس گناہ کے بدلے	وہ قتل کی گئی تھی؟	اور جب	اعمال نامے	پھیلائے جائیں گے	اور جب	آسمان

اور جب زندہ درگور کی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا (کہ) کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی اور جب اعمال نامے (کھول کر سامنے) پھیلا دیے جائیں گے اور جب آسمان کی کھال اتاری جائے گی

كُشِطَتۡ ۝١١ وَاِذَا الۡجَحِيۡمُ سُعِّرَتۡ ۝١٢ وَاِذَا الۡجَـنَّةُ اُزۡلِفَتۡ ۝١٣ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ۝١٤

اس کی کھال اتاری جائے گی	اور جب	جہنم (کی آگ)	بھڑکائی جائے گی	اور جب	جنت	قریب لائی جائے گی	(تو) جان لے گی	ہر جان	جو	اس نے حاضر کیا

اور جب جہنم کو خوب بھڑکایا جائے گا اور جب جنت قریب کر دی جائے گی (تو) ہر جان ، جو لے کر آئی اسے جان لے گی

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۝١٥ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ۝١٦ وَالَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ۝١٧ وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝١٨

پس میں قسم کھاتا ہوں	پیچھے ہٹنے والے (ستاروں) کی	(جو) چلنے والے ہیں	چھپ جانے والے ہیں	اور رات کی	جب	ختم ہونے لگتی ہے	اور صبح کی	جب	وہ سانس لیتی ہے

پس میں ان پیچھے ہٹنے والے (ستاروں) کی قسم اٹھاتا ہوں جو (ہمیشہ) چلنے والے (اور) چھپنے والے ہیں اور رات کی قسم جب وہ جانے لگتی ہے اور صبح کی قسم جب وہ روشن ہوتی ہے (کہ)

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ۝١٩ ذِىۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِى الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ ۝٢٠ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍ ۝٢١

بیشک یہ	البتہ قول ہے	قاصد بہت معزز کا	جو قوت والا ہے	نزدیک	عرش والے کے	بہت اونچے مقام والا	اطاعت کیا جاتا ہے	وہاں (آسمانوں میں)	بہت امانتدار ہے

یقیناً یہ بہت معزز پیغام پہنچانے والے کا قول ہے جو بڑی قوت والا (اور) عرش والے (رب) کے ہاں بہت مرتبے والا ہے۔ وہاں (آسمانوں میں) اس کی بات مانی جاتی ہے (اور) بہت امانتدار ہے

وَمَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ ۝٢٢ وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ ۝٢٣ وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ۝٢٤

اور نہیں ہے	تمہارا ساتھی	کوئی دیوانہ	اور البتہ تحقیق	اس (نبی) نے دیکھا ہے اس (جبریل) کو	کھلے کنارے پر	اور نہیں ہے	وہ	غیب پر	کسی قسم کے بخیل

اور تمہارا ساتھی ہرگز کوئی دیوانہ نہیں ہے اور بلاشبہ اس نے اس (جبریل) کو (آسمان کے) روشن کنارے پر دیکھا ہے اور وہ غیب کی باتوں پر ہرگز کسی قسم کا بخل کرنے والا نہیں ہے

وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ۝٢٥ فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ۝٢٦ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝٢٧ لِمَنۡ

اور نہیں ہے	وہ	کلام	کسی شیطان مردود کا	پھر کہاں	تم جاتے ہو؟	نہیں ہے	وہ (قرآن)	مگر	بڑی نصیحت ہے	جہانوں کیلئے	اس کیلئے

اور وہ کسی مردود شیطان کا کلام نہیں ہے پھر تم کہاں جارہے ہو؟ یہ (قرآن) صرف اور صرف جہاں والوں کیلئے نصیحت ہے اس کیلئے

شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ۝٢٨ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝٢٩

جو چاہے	تم میں سے	یہ کہ	وہ سیدھا چلے	اور نہیں	تم چاہتے	مگر یہ کہ	اللہ چاہے	(جو) سب جہانوں کا رب ہے

جو سیدھا چلنا چاہتا ہے اور جب تک سب جہانوں کا رب اللہ نہ چاہے تمہاری کوئی چاہت پوری نہیں ہوسکتی۔

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

الشَّمْسُ	شمس وقمر، شمسی تقویم، شمسی نظام، شمسی توانائی
النُّجُوْمُ	نجم، علم نجوم، نجومی، انجم
سُيِّرَتْ	سیر، سیر وسیاحت، سیار، سیارہ، مصنوعی سیارہ(Satellite)
عُطِّلَتْ	معطل کرنا، تعطیل، تعطیلات
الْوُحُوْشُ	وحشی، وحشت ناک، وحشیانہ
حُشِرَتْ	حشر، یوم حشر، محشر، میدانِ محشر
الْبِحَارُ	بحر ہند، بحر اوقیانوس، بحر الکاہل، بحری فوج، بحریہ(Navy)
النُّفُوْسُ	نفس، نفسانفسی، نفسیات، تنفس، تطہیرِ نفوس
زُوِّجَتْ	زوج، زوجیت، ازواج
سُئِلَتْ	سوال، سوال وجواب، سوالات، سائل، سوالی، مسئول
قُتِلَتْ	قتل عام، قتال، جدال وقتال، مقتول، قتل وغارت
الصُّحُفُ	آسمانی صحیفہ، صحافت، صحافی، مصحف، صحائف
نُشِرَتْ	حشر ونشر، ناشر، نشریات، منشور، ناشرین، منتشر

اُحْضِرَتْ	حاضر، حاضری، حاضرین، محاضرات، حضور والا، حضوری
اُقْسِمُ	قسم کھانا، قسمیں، قسم دینا
الْجَوَارِ	جاری شدہ، جاری وساری، اجراء، اجراء ڈگری
تَنَفَّسَ	نفس، نظام تنفس، نفسیات
ذِيْ	ذی شان، ذی وقار
مُطَاعٍ	اطاعت، اطاعت گزار، مطیع وفرمان
اَمِيْنٍ	امانت دار، صادق وامین، امین امت
بِمَجْنُوْنٍ	مجنون، جنون، جنونی کیفیت
الْاُفُقِ	افق، آفاق، آفاقی
الْمُبِيْنِ	مبینہ طور پر، بیّن دلائل، بیان
الْعٰلَمِيْنَ	عالم دنیا، عالم اسلام، اقوام عالم
يَّسْتَقِيْمَ	استقامت، صراط مستقیم، خطِ مستقیم، قیام، قائم مقام
شَآءَ، يَّشَآءَ	ماشاء اللہ، ان شاء اللہ، مشیئت الٰہی

مختصر گرائمر ولغت

كُوِّرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''تَكْوِيْرٌ'' (لپٹنا)
النُّجُوْمُ	نَجْمٌ کی جمع ہے (ستارہ)
انْكَدَرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِنْكِدَارٌ'' (بے نور ہو جانا)
سُيِّرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''تَسْيِيْرٌ'' (چلنا، سیر کرنا)
الْعِشَارُ	عُشَرَآءُ کی جمع ہے (دس ماہ کی حاملہ اونٹنی)
عُطِّلَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''تَعْطِيْلٌ'' (بے کار چھوڑ دینا)
الْوُحُوْشُ	وَحْشٌ کی جمع ہے (جنگلی جانور)
حُشِرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''حَشْرٌ'' (جمع کرنا)
سُجِّرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''تَسْجِيْرٌ'' (بھڑکا دینا)
الْمَوْءٗدَةُ	واحد مؤنث، اسم مفعول، مصدر ''وَأْدٌ'' (زندہ دفن کرنا)
سُئِلَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''سُؤَالٌ'' (سوال کرنا)
قُتِلَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''قَتْلٌ'' (قتل کر دینا)
نُشِرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''نَشْرٌ'' (پھیلانا، زندہ کرنا)
كُشِطَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''كَشْطٌ'' (کھال اتار دینا، برہنہ کر دینا)
سُعِّرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''تَسْعِيْرٌ'' (آگ بھڑکانا)
اُزْلِفَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''إِزْلَافٌ'' (قریب کرنا)

اُحْضِرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''اِحْضَارٌ'' (آگے کرنا، پیش کرنا)
اُقْسِمُ	واحد متکلم، مضارع معلوم، مصدر ''إِقْسَامٌ'' (قسم کھانا)
الْخُنَّسِ	خَانِسٌ کی جمع ہے (آگے بڑھ کر پیچھے ہٹ جانے والے، ظاہر ہو کر چھپ جانے والے) مراد ستارے ہیں۔
الْجَوَارِ	جَارِيَةٌ کی جمع ہے (چلنے والے) مراد ستارے ہیں۔
الْكُنَّسِ	یہ كَانِسٌ کی جمع ہے، مصدر ''كَنْسٌ / كِنَاسٌ'' (چھپ جانا) مراد ستارے ہیں جو ظاہر ہونے کے بعد چھپ جاتے ہیں۔
عَسْعَسَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''عَسْعَسٌ'' (رات کا تاریک ہونا، رات کا گزر جانا)
تَنَفَّسَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَنَفُّسٌ'' (سانس لینا)
مُطَاعٍ	واحد مذکر، اسم مفعول، مصدر ''إِطَاعَةٌ'' (اطاعت کرنا)
ضَنِيْنٍ	واحد مذکر، صفت مشبہ، مصدر ''ضَنٌّ/ضِنَانَةٌ'' (بخل کرنا)
رَّجِيْمٍ	واحد مذکر، صفت مشبہ، مصدر ''رَجْمٌ'' (پتھراؤ کرنا)
تَذْهَبُوْنَ	جمع مذکر حاضر، مضارع معلوم، مصدر ''ذَهَبٌ'' (جانا)
اَنْ يَّسْتَقِيْمَ	واحد مذکر غائب، مضارع منصوب بوجہ ''اَنْ'' مصدر ''اِسْتِقَامَةٌ'' (سیدھے رہنا)
مَا تَشَآءُوْنَ	جمع مذکر حاضر، مضارع منفی معلوم، مصدر ''مَشِيْئَةٌ'' (چاہنا)

تفسیر وتشریح:

نفخۂ اولیٰ کے احوال:

اس سورت مبارکہ میں قیامت کے چند ہولناک مناظر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ چیزیں جو انسان کی نظر میں بہت بڑی اور حیرت انگیز ہیں اُن کا حال بیان کیا گیا ہے:

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۝۱

تَكۡوِیۡر کا معنی ہے کہ سر پر پگڑی کو لپیٹنا۔ یا سامان اکٹھا کر کے باندھ دینا۔ (قاموس)

امام حسن بصری اور مقاتل رحمہما اللہ نے اس کا معنی کیا ہے کہ سورج کی روشنی ختم ہوجائے گی۔ (تفسیر مجاہد،ص:323۔تفسیر مقاتل ص:455)

اور امام طبری نے ابو صالح اور ابو یعلیٰ رحمہما اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب سورج پھینک دیا جائے گا۔ (جامع البیان، حدیث:28218)

مطلب یہ ہوگا کہ قیامت کے دن یہ وسیع وعریض نظامِ شمسی لپیٹ کر اور بے نور کر کے پھینک دیا جائے گا، جب سورج اپنے نظامِ شمسی سمیت تباہ کردیا جائے گا تو چاند اور دیگر ستاروں، سیاروں کا کیا حال ہوگا؟ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلشَّمۡسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری، بدء الخلق، حدیث:3200)

''سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے۔''

وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۝۲

امام طبری رحمہ اللہ نے ''اِنۡكَدَرَتۡ'' کے دو معانی بیان کیے ہیں:

(1) بکھر کر گر جائیں گے (2) روشنی تبدیل ہوکر متغیر ہوجائیں گے۔

یعنی جیسے شاخ پر پھول خوبصورت رنگت سے ٹمٹا رہا ہوتا ہے، پھر چند ایام بعد پتیاں جھڑ کر متغیر ہوجاتی ہیں یا خوبصورت بلب جو اپنی جگہ جگمگا رہا ہوتا ہے اور بجلی کے تیز جھٹکے سے ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا حُسن اور روشنی ختم ہوکر کباڑیہ کا مال بن جاتا ہے۔

اسی طرح وہ ستارے جو لاکھوں سالوں سے آسمانِ دنیا کی زینت بنے ہوئے ہیں اور انسانی زندگی میں فوائد کے چشمے ہیں وہ قیامت کے پہلے جھٹکے سے بے نور ہوکر منتشر ہوجائیں گے۔

وہ ستارے یا سیارے جن کی بلندی اور سائز کا تخمینہ لگانے کیلئے ماہرین کو نوری سال کا سہارا لینا پڑا، جب قیامت کے دن ان کی کیفیت یہ ہوگی تو پانچ / چھ فٹ کے کمزور انسان کا کیا حال ہوگا؟ جو ٹھوکر کھا کر گرنے پر، اٹھنے سے عاجز ہوجاتا ہے۔

یہ تو آسمانی مخلوق کا حال تھا، اب ذرا زمینی مخلوق کا حال بھی سنیں کہ قیامت کے دن ان کی کیفیت کیا ہوگی؟

وَاِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ ۝۳

زمینی مخلوق میں سے بلند اور مضبوط ترین چیز پہاڑ ہیں جن کی وجہ سے یہ متحرک زمین بھی ساکن ہے یہ پہاڑ جس طرح سطح زمین پر بلندی اور وزن کے ساتھ برقرار ہیں اس سے دس گنا زیادہ زمین کے اندر دھنسے ہوئے ہیں۔

کوہ قاف کی بلندی 6.5 کلومیٹر ہے تو اس کی جڑیں 65 کلومیٹر تک زمین میں چھپی ہوئی ہیں۔ قیامت کے دن زمین کی کششِ ثقل ختم ہوجائے گی تو پہاڑوں کی زمین میں جڑیں ڈھیلی ہوجائیں گی۔ پہلے پہاڑ ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوجائیں گے پھر بھر بھری ریت بن کر ہوا میں دھنکی ہوئی روئی کے ریشوں کی طرح اڑتے پھریں گے، جیسا سورۃ القارعہ میں فرمایا:

وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ (القارعۃ:5)

''پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اُون کی طرح ہوجائیں گے۔''

وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۝۴

اَلۡعِشَارُ، عُشَرَآءُ کی جمع ہے یعنی دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں، جو عربوں کے ہاں نہایت پسندیدہ اور مرغوب مال ہوتا تھا۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی جانور ولادت کے قریب ہوتا ہے تو اس کا مالک مسلسل اس کا خیال رکھتا ہے اور اس کو ہر نقصان سے بچانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ اُس پر مستقبل میں بہت سی اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں، تو قیامت کی ہولناکی اس قدر شدید ہوگی کہ انسان اپنے قیمتی سرمایہ تک کو بھول جائے گا۔ آیت میں اونٹنیوں کو اوّل مخاطبین کے اعتبار سے ذکر کیا گیا ہے ورنہ مراد ہر انسان کے ہاں اس کا قیمتی متاع ہے کہ اس دن نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور کسی دوسری چیز کی طرف توجہ ہی نہ ہوگی۔

وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۝۵

قیامت کے دن وحشی درندوں کا حال یہ ہوگا کہ سخت پریشانی کیوجہ سے وہ بھی آپس کی دشمنیاں بھول جائیں گے۔ وحشی درندے کے پہلو میں اس کا مرغوب شکار بیٹھا ہوگا لیکن وہ اسے دیکھے گا بھی نہیں۔ سیلاب وغیرہ کے ایام میں آج بھی ایسے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں کہ لکڑی کے ایک سرے پر انسان چمٹا ہوا ہوتا ہے تو دوسرے سرے پر بڑا سانپ لپٹا ہوا موت کا منتظر ہوتا ہے، پہاڑی یا ٹیلے کے ایک طرف انسان ہے اور دوسری طرف درندہ یا سانپ ہے لیکن ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی سوچ بھی نہیں ہوتی۔ قیامت کی ہولناکیاں اس سے ہزاروں گنا زیادہ ہوں گی، اس وقت عالم کیا ہوگا؟

وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۝۶

تَسۡجِیۡر کا معنی ہے آگ کو خوب بھڑکا دینا۔ سمندروں کو بھڑکا دینا، اس سے مراد یہ ہے کہ آگ لگا کر سمندروں کا پانی چند لمحات میں ختم کردیا جائے گا۔ سمندروں میں آگ بھڑکانے کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ زمین کے نیچے جو بے پناہ حرارت اور آگ، جو کبھی آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندروں کو بھڑکا کر انہیں بھاپ بنا کر اڑا دے گی۔

اور ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن دو گیسوں (H_2O) کا مرکب ہے۔

جن میں سے ایک جلنے والی اور دوسری جلانے والی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار ہے کہ ان دونوں کو ملا کر آگ بجھانے والا پانی بنا دیا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان دونوں گیسوں کے ملاپ کو ختم کر کے اپنے اصل کی طرف لوٹا دے گا، پھر آگ کے ایک ہی شعلہ سے دونوں گیسیں بھڑک اُٹھیں گیں اور تمام سمندروں کا پانی چشمِ زدن میں ختم ہوجائے گا اور پہاڑوں کی بلندیاں، سمندروں کی گہرائیوں میں گر کر ایک چٹیل

میدان بن جائے گا اور زمین گرم تانبے کی مانند ہوجائے گی۔

نفخۂ ثانیہ کے احوال:

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾

زُوِّجَتْ کا معنی ہے ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دینا۔

اس آیت کریمہ کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں:

① روحوں کو جسموں کیساتھ جوڑ دیا جائے گا تو سب دوبارہ زندہ ہوجائیں گے۔

② روحوں کی الگ الگ قسمیں بنا کر گروپ تشکیل دے دیئے جائیں گے۔ نیک ارواح کو نیکوں کے ساتھ اور بُری ارواح کو مجرموں کے ساتھ ملا دیا جائے گا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ (الصافات: 22)

''جمع کرو ظالموں کو، ان کے ہم شکلوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔''

یہ دوسری تفسیر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ (بخاری، التفسیر، بعد حدیث: 4937)

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾

اَلْمَوْءٗدَةُ وہ بچی جسے زندہ دفن کر دیا گیا ہو۔ زمانہ جاہلیت میں بعض عرب قبیلوں کا طریقہ کار تھا کہ جب ان کے ہاں بچی پیدا ہوتی تو باپ خود اپنی بیٹی کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی کے ساتھ زمین میں گڑھا کھود کر دفن کر دیتا۔ بعض یہ کام مفلسی و تنگدستی کے خوف کی وجہ سے کرتے کہ ان کی پرورش کا بوجھ اٹھانا پڑے گا اور بعض عار سے بچنے کیلئے ایسا کرتے تھے کہ کوئی ہمارا داماد نہ بن جائے، یا دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہوگا اور وہ ایسے ظالموں سے پوچھنے کی بجائے اُن مظلوم بچیوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس گناہ کی وجہ سے زندہ دفن کر دیا گیا تھا۔

زندہ درگور کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ: عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ البَنَاتِ، وَمَنَعَ وَهَاتِ

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا، زندہ لڑکیوں کو دفن کرنا، دوسروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور بس اپنے حقوق کا مطالبہ کرنا حرام قرار دیا ہے۔'' (بخاری: 2408)

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾

انسان کی موت کے ساتھ ہی اس کی اعمال والی فائلیں لپیٹ کر رکھ دی جاتی ہیں اور صدقہ جاریہ کے علاوہ اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال کی فائلیں اور دفاتر کھول کر سامنے رکھ دیئے جائیں گے، جنہیں ہر شخص خود دیکھ بھی لے گا اور خود پڑھ بھی لے گا۔ اس وقت مجرموں کی یہ کیفیت ہوگی:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (الکہف: 49)

''اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ پس تو دیکھے گا گنہگار اس کی تحریر سے خوفزدہ ہو رہے ہونگے اور کہہ رہے ہونگے ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا گناہ بغیر گھیرے کے باقی ہی نہیں چھوڑا، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا۔''

وَاِذَا السَّمَاۗءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾

كُشِطَ کا معنی ہے کسی سے وہ چیز اتار دینا جس نے اُسے ڈھانپ رکھا ہو، جیسے: **كَشَطَ الْبَعِيْرَ** (اس نے اونٹ کی کھال اُتار دی) مطلب یہ ہے کہ جیسے جانور ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال اُتار دی جائے تو جسم کے تمام اعضاء اور رگ وریشے ظاہر ہوجاتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن آسمان کا پردہ اور کوّر اتار دیا جائے گا، جس کے بعد عالم بالا کی وہ چیزیں ظاہر ہوجائیں گی جو اب تک آنکھوں سے اوجھل رکھی گئی ہیں جیسے جہنم، جنت کا ظاہر کر دیا جانا۔

وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾

سُعِّرَتْ کا معنی ہے ایندھن ڈال کر آگ کو خوب بھڑکانا۔ اگرچہ جہنم پہلے سے تیار شدہ ہے البتہ مجرموں کو اس میں داخل کرتے وقت اُسے مزید بھڑکایا جائے گا، جیسے دوسری جگہ وضاحت فرمادی:

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ (الملک: 7-8)

''جب اس میں یہ ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑے زور سے آوازیں سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی، قریب ہے کہ (ابھی) غصے کے مارے پھٹ جائے جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا۔''

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾

اُزْلِفَتْ کا معنی ہے انتہائی قریب کر دینا، یعنی جنت اہل ایمان کے بالکل قریب کر دی جائے گی تاکہ وہ آسانی سے اس میں داخل ہوجائیں اور اس کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرسکیں۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾

جب مذکورہ بارہ امور ظاہر ہوں گے تو ہر ایک کے سامنے اس کے اعمال وکردار کی حقیقت کھل جائے گی۔ عوام کا ایمان اور مال لوٹنے کیلئے تقویٰ کا لبادہ اوڑھنے والوں کی حقیقت بھی آشکار ہوجائے گی۔ اور تنہائی ومجلس کا تناقض بھی سامنے آجائے گا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ (آل عمران: 30)

''جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں اور برائیوں کو موجود پالے گا.....''

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾

اَلْخُنَّس، خَانِسٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے آگے بڑھنے کے بعد پھر پیچھے ہٹ جانا/ ظاہر ہوکر چھپ جانے والا۔ اور **اَلْجَوار، جَارِيَةٌ** کی جمع ہے جس کا معنی چلنے والے اور **اَلْكُنَّس، كَانِسٌ** کی جمع ہے جس کا معنی ہے ہرن وغیرہ کا اپنی پناہ گاہ میں چھپ جانا۔

ان سے مراد ستارے ہیں جو ہمہ وقت گردش میں رہتے ہیں، دن کے وقت نظر نہیں آتے لیکن رات کا اندھیرا چھاتے ہی مختلف اقسام والوان کے ساتھ ظاہر ہوجاتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک خمسہ متحیرہ (پانچ ستارے عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری اور زحل) مراد ہیں جن کی گردش باقی ستارے کی بنسبت زیادہ حیران کن ہے یہ کبھی مشرق سے مغرب کی

طرف چلتے ہیں، کبھی واپس مشرق کی طرف چلنا شروع کر دیتے ہیں۔

ستاروں کی حرکات وسکنات اور خاص مدار ورفتار کے ساتھ ایک مضبوط ومربوط نظام کے تحت چلنا دلیل ہے کہ کوئی قادر وقوی ذات ان کو چلا رہی ہے اور آخر ان کا فنا ہوجانا بھی دلیل ہے کہ یہ کسی ذات کے تابع ہیں تو پھر ان ستاروں کو مؤثر حقیقی ماننا عقل سے کتنا بعید ہے اور ان ستاروں کی گردشوں پر تخمینے اور اٹکل پچو لگانے والے کاہنوں اور نجومیوں کی بات کی کیا حیثیت ہے؟ جبکہ یہ قرآن مجید کسی کاہن ونجومی کے تصورات نہیں بلکہ رب العالمین کی پاکیزہ وراہنما کلام ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾

عَسْعَسَ کا لفظ اضداد میں سے ہے یعنی وہ لفظ جس کے دو معانی ہو جو آپس میں متضاد ہوں اس جگہ ''**عَسْعَسَ**'' کا معنی رات کا چھا جانا یا رات کا چلے جانا دونوں مراد ہوسکتے ہیں۔آئندہ آیت کریمہ کے اعتبار سے پہلا معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی قدرتِ الٰہی کا عجیب مظہر ہے کہ دنیا پر رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو اچانک یہ تاریکی سمٹ جاتی ہے اور دن کا اُجالا نمودار ہوجاتا ہے۔

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾

تَنَفَّسَ کا معنی ہے سانس لینا یعنی جس طرح خوف وگھبراہٹ کیوجہ سے کسی انسان کا سانس رُکنے لگتا ہے اور پھر اچانک خوف ختم ہونے پر سکون کے ساتھ سانس جاری ہوجاتا ہے اسی طرح رات کے اندھیرے اور خطرات کیوجہ سے سانس رکنے لگتا ہے اور پھر صبح نمودار ہونے پر سکون کا سانس لیا جاتا ہے۔

ان آیات میں متعدد قسمیں اٹھانے کا مقصد ان لوگوں کی تردید کرنا ہے جو قرآن مجید کو کاہن کا کلام کہتے ہیں۔اور اس بات کو انتہائی مضبوط عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کرنا ہے کہ یہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اور رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک دو واسطوں سے پہنچا ہے۔

① وحی لانے والے فرشتے جناب جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے جو تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔

② جن پر وحی نازل ہوئی تھی رحمت دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ جو تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

دونوں ہستیوں کے عالی مرتبہ ومقام اور امانت ودیانت میں لاثانی ہونے کی وجہ سے قرآن مجید کے برحق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔

جناب جبرائیل علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ نے چھ اوصاف بیان کیے ہیں:

① **رَسُوْلٍ**: رسول کے معنی قاصد وپیغام رساں ہے اور قاصد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ پیغام بغیر کسی کمی وبیشی کے پہنچائے۔اور یقیناً سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے قاصد ہونے کا صحیح حق ادا کیا ہے اس لیے قرآن کے کلام الٰہی اور برحق ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

② **كَرِيْمٍ**: یعنی وہ ایسے معزز قاصد ہیں کہ ان کی عظمت، تقویٰ اور عدالت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔

③ **ذِيْ قُوَّةٍ**: وہ وحی کو یاد کرنے اور آگے پہنچانے میں انتہائی طاقتور اور زورآور ہیں، راستے میں کسی شیطان کو دخل اندازی کرنے کی جرأت نہیں ہے۔

④ **عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ**: یعنی جبرائیل علیہ السلام کوئی عام فرشتہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے خاص مقربین میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت مقام ومرتبہ ہے۔

⑤ **مُطَاعٍ**: یعنی وہ تمام فرشتوں کے سردار ہیں ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی جاتی ہے۔

⑥ **اَمِيْنٍ**: یعنی وہ انتہائی امانتدار ہیں۔اللہ تعالیٰ کے پیغامات مِن وعَن بیان کرتے ہیں اور لفظ ''**ثَمَّ**'' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے ہاں بھی امین ومطاع ہیں جب اللہ وفرشتوں کے ہاں امین ومطاع ہیں تو کیا ان کے ابلاغ میں کسی قسم کا شک ہوسکتا ہے؟ پھر جس قاصد کے مذکورہ اوصاف حمیدہ خود بھیجنے والا خالق کائنات بیان کرے تو اس کے پیغامات میں شک کرنے والوں کی عقل پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ یہ مذکورہ قسموں کا دوسرا جواب ہے۔اس میں منکرین کے بے ہودہ الزام کا جواب دیا گیا ہے، انہوں نے رسول اکرم ﷺ پر دیوانہ ہونے کا الزام تھونپا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ کیلئے لفظ ''**صَاحِبُكُمْ**'' استعمال کیا ہے یعنی میرا پیغمبر کوئی اجنبی نہیں ہے کہ جس کے لیل ونہار اور اخلاق وکردار سے تم واقف نہ ہو بلکہ وہ تمہارا ساتھی ہے، تمہارے خاندان وبرادری کا ایک فرد ہے اس کے بچپن، لڑکپن اور جوانی سے تم بخوبی آگاہ ہو۔تمہارے اندر چالیس سال سے زائد عرصہ گزارنے پر اس نے چیلنج کیا ہے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:16)

''یقیناً اس سے پہلے میں نے تمہارے اندر ایک لمبی عمر گزاری ہے، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟'' کچھ عرصہ قبل تم نے اُسے صادق وامین کا لقب دیا تھا اور یہ اعتراف کیا تھا:

مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا (بخاری ، التفسیر ، حدیث:4971)

''ہم نے کبھی آپ سے جھوٹ کا ایک لفظ تک نہیں سنا۔''

پھر اس نے ایسا کلام پیش کیا ہے کہ جس کی مثل لانے سے تم عاجز آچکے ہو، اس کی بتلائی ہوئی خبروں میں آج تک تم کوئی غلطی ثابت نہیں کرسکے اور مستقبل کی بیان کردہ پیشین گوئیاں یکے بعد دیگر ثابت ہوتی جارہی ہیں۔ان میں سے کوئی کذب ثابت نہیں ہوسکا۔ وہ ہر اچھے کام کی ترغیب اور بُرے کام سے ترہیب دلاتے ہیں بغیر کسی دنیاوی مفاد ولالچ کے تمہاری ہدایت کیلئے تڑپ رہے ہیں......ذرا عقل سے سوچو! کیا ایسی ہستی کو دیوانہ کہا جاسکتا ہے؟ اسی بات کی ایک جگہ اس طرح وضاحت فرمائی:

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ

''کہہ دیجیے: میں (تو اب یہی) ایک ہی بات تمہیں کہتا ہوں کہ اللہ کیلئے تم ایک ایک یا دو دو ہوکر کھڑے ہوجاؤ، پھر غور وفکر کرو کیا تمہارے ساتھی کو کسی قسم کا جنون ہے؟ وہ تو تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے۔'' (السبأ : 46)

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ یہ بھی انکاری لوگوں کے ایک اعتراض کا جواب ہے۔بعض کا انکار اس بات کا تھا کہ ہم محمد ﷺ کو صادق وامین تو مانتے ہیں لیکن یہ تسلیم نہیں کرتے

کہ انہوں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اور ان کی زبانی یہ کلام لیا ہے کیونکہ ممکن ہے کوئی جن، بھوت ان کو نظر آیا ہو اور اس نے یہ کلام سکھلایا ہو۔ جیسے کاہنوں کو جنات اور شیاطین غیب کی خبر بتلاتے ہیں اور آپ نے سمجھ لیا ہے کہ یہ جبرائیل ہے اس کا جواب دو حرف تاکید "لَقَدْ" کے ساتھ دیا کہ یقینی اور حتمی بات ہے کہ میرے پیغمبر نے سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو صاف اور واضح اُفق میں اصلی صورت میں دیکھا ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ اس آیت کریمہ میں غیب سے مراد وحی کا علم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ پر جو احکام الٰہی نازل ہوتے ہیں آپ وہ تمام کے تمام امت کو پہنچا دیتے ہیں۔ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: "جو شخص تمہیں یہ کہے کہ جناب محمد ﷺ نے نازل شدہ وحی میں سے کوئی بات چھپائی ہے تو اس نے یقیناً جھوٹ بولا ہے۔"

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ

"اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو کچھ بھی آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ پہنچا دیجیے۔" (بخاری، التفسیر، حدیث: 4612)

چنانچہ جو کچھ آپ ﷺ نے بتلا دیا وہی اسلام ہے اور جو اقوال و افعال آپ نے نہیں بتلائے، کوئی شخص انہیں دین سمجھ کر کرے وہ بدعت و گمراہی تو ہو سکتی ہے دین نہیں ہو سکتا۔

باقی رہی کاہنوں کی بات، وہ تو چڑھتے سورج کے پجاری ہوتے ہیں وہ دنیاوی مفاد کے حصول کیلئے اٹکل پچو لگانے والے ہوتے ہیں۔ ان کا حق کے ساتھ اور لوگوں کی خیر خواہی کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ﴿٢٥﴾ اس آیت میں کہانت کی بھی نفی کر دی اور قرآن مجید کے کلامِ الٰہی ہونے کی بھی تائید و تاکید کر دی کہ جس طرح کاہنوں اور نجومیوں کے پاس شیاطین آتے ہیں اور آسمان کی بعض چوری کردہ باتیں ادھوری شکل میں بتلا دیتے ہیں اور نجومی اس میں سینکڑوں جھوٹ ملا کر ایک پلندہ گڑھ لیتے ہیں۔

یہ قرآن مجید ایسا ہر گز نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے، صادق و امین پیغمبر پر نازل ہوا ہے اس میں کسی جن و شیطان کو معمولی سی دخل اندازی کی جرأت نہیں ہے پھر اس روشن اور صاف رستے سے کیوں روگردانی کرتے ہو؟

فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿٢٦﴾

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآن مجید واقعی اللہ کا کلام ہے اور جناب محمد ﷺ اس کے برحق آخری رسول ہیں تو تم ان کو چھوڑ کر کدھر بہکے جا رہے ہو؟ کیا تم قرآن مجید سے بہتر کسی اور کتاب کی اور جناب محمد ﷺ سے بہتر کسی اور انسان کی تلاش میں ہو؟

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٢٧﴾ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾

یہ قرآن مجید تمام کائنات کیلئے دستورِ حیات ہے۔ مرورِ زمانہ سے اس کے قوانین میں تبدیلی نہیں آسکتی کیونکہ یہ انسان کو پیدا کرنے والے خالق و مالک کی طرف سے ہے، البتہ اس سے فائدہ وہی حاصل کرے گا جو اس کی طرف رجوع کرے گا اور اسے دل میں جگہ دے گا۔ اب ہر انسان کا اپنا انتخاب و اختیار ہے اس کو دستورِ زندگی بنا کر دارین کی کامیابیاں حاصل کرے یا اسے چھوڑ کر تباہی کا راستہ اختیار کرے۔

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٩﴾

اس قدر واضح اور روشن دلائل کے باوجود ہدایت اُسے نصیب ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہے، اور اللہ تعالیٰ بھی اُسے توفیق دیتے ہیں جس کے دل میں خیر و بھلائی کی رمق ہو۔ اور جنہوں نے حق کا انکار کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے ایسے بدنصیبوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ بھی تالے لگا دیتا ہے اور ان سے حق قبول کرنے کی صلاحیت سلب کر لیتا ہے پھر دلوں پر نہ کلام الٰہی اثر کرتا ہے اور نہ پیغمبر کی پند و نصائح اثر کرتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ (القصص: 56)

"(اے نبی ﷺ!) بے شک جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔"

سورت کا تعارف

الْإِنفِطَارِ

① اس سورت کا نام پہلی آیت کے لفظ "انْفَطَرَتْ" سے ماخوذ ہے۔ چونکہ یہ سورت ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے اسے "مکی سورت" کہا جاتا ہے۔

② قرآنی ترتیب میں اس کا نمبر 82 اور نزول نمبر بھی 82 ہے۔

③ اس سورت میں ایک رکوع، 19 آیات، 80 کلمات اور 324 حروف ہیں۔

④ **ربط:** اس سورت کا گزشتہ سورت التکویر سے اس قدر ربط ہے جیسے ایک شعر کے دو مصرعے ہوتے ہیں۔ گزشتہ سورت میں قیامت کے خوف ناک مناظر کا مفصلاً ذکر تھا تو اس میں اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔

گزشتہ سورت میں قرآن اور صاحبِ قرآن کے برحق ہونے کا ذکر تھا تو اس میں ان کی تعلیمات کو تسلیم کرنے والوں کو کامیابی اور انکار کرنے والوں کی بربادی کا ذکر کیا گیا ہے۔

⑤ **خلاصہ:** اس سورت میں قیامت کے ہولناک مناظر کا ذکر اور ان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

انسان کی تخلیق کا مختصر اور جامع انداز میں بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ مرنے کے بعد اٹھانے پر بھی قادر ہے۔ اور تمہاری زندگی کی تمام حرکات و سکنات لکھنے کیلئے فرشتے مقرر کر دیئے ہیں۔ اور قیامت واقع ہونے پر ہر ایک کا رزلٹ سامنے آجائے گا۔ اور ہر ایک اپنے کیے اعمال کا نتیجہ پائے گا۔ وہاں کوئی انسان دوسرے کا ذمہ دار نہ بنے گا۔

آیات کالفظی وبامحاورہ ترجمہ

ایاتھا ۱۹	۸۲ سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ ۸۲	رکوعھا ۱	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ﴿۲﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ﴿۳﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ﴿۴﴾

جب آسمان	پھٹ جائے گا	اور جب ستارے	بکھر جائیں گے	اور جب سمندر	پھاڑ دیئے جائیں گے	اور جب قبریں	اکھیڑ دی جائیں گی

جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے بکھر کر گر جائیں گے اور جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے اور قبریں الٹ دی جائیں گی

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ؕ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ

(تو) جان لے گی	ہر جان	جو کچھ	اس نے آگے بھیجا	اور	(جو) اس نے پیچھے چھوڑا	اے انسان!	کس چیز نے دھوکے میں ڈالا تجھے	تیرے کرم والے رب کے متعلق	وہ جس نے	پیدا کیا تجھے

تو اس وقت ہر شخص اپنے ان اعمال کو جان لے گا جو اس نے پہلے کیے اور جو بعد میں کیے۔ اے انسان! تجھے اپنے کرم والے رب کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں رکھا ہوا ہے وہ (رب) جس

فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ

پھر درست کیا تجھے	پھر معتدل بنایا تجھے	جس صورت میں	اس نے چاہا	جوڑ دیا تجھے	ہرگز نہیں	بلکہ	تم جھٹلاتے ہو	جزا (قیامت) کو	حالانکہ بیشک	تم پر

نے تجھے ٹھیک ٹھاک اور معتدل پیدا کیا (اور) جس صورت میں اس نے چاہا اس میں جوڑ دیا ۔ ہرگز نہیں ، بلکہ تم بدلے کے دن کو جھٹلاتے ہو ۔ حالانکہ یقیناً تم پر

لَحٰفِظِيْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۚ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ

البتہ نگران ہیں	بہت عزت والے	لکھنے والے	وہ جانتے ہیں	جو کچھ	تم کرتے ہو	بے شک نیک لوگ	البتہ بڑی نعمت میں ہونگے	اور بے شک بدکار لوگ

ایسے نگران مسلط ہیں جو بہت عزت والے اور (ہر بات) لکھنے والے ہیں تم جو کچھ بھی کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں یقیناً اچھے لوگ بڑی نعمت (جنت) میں ہونگے اور نافرمان لوگ جہنم میں ہونگے

لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾ ۖۚ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۙ﴿۱۷﴾

البتہ جہنم میں ہوں گے	وہ داخل ہونگے اس میں	دن جزا کے	اور نہ	وہ	اس سے	وہ غائب ہونگے	اور کس چیز	خبر دی آپ کو	(کہ) کیا ہے	دن جزا کا

جس میں وہ بدلے کے دن داخل ہونگے اور اس سے کبھی غائب نہ ہوسکیں گے اور تجھے کیا پتا کہ بدلے کا دن کیا ہے ؟

ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ ع

پھر کس چیز نے	خبر دی آپ کو	(کہ) کیا ہے	دن بدلے کا	اس دن	نہیں اختیار رکھے گا	کوئی نفس	کسی نفس کیلئے	کچھ بھی	اور حکم	اس دن	اللہ ہی کیلئے ہوگا

پھر تجھے کس چیز نے معلوم کروایا کہ بدلے کا دن کیا ہے ؟ جس دن کوئی شخص کسی بھی شخص کیلئے کچھ بھی اختیار نہ رکھے گا۔ اس دن حکم صرف اللہ کے لیے ہی ہوگا۔

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ

الْكَوَاكِبُ	کوکب، آسمانی کواکب، چمکدار کواکب
الْبِحَارُ	برّوبحر، بحرِ ہند، بحرالکاہل
فُجِّرَتْ	طلوع فجر، نمازِ فجر، وقت فجر
الْقُبُوْرُ	قبر، قبریں، قبرستان، عذاب قبر، مقبرہ، مقابر
عَلِمَتْ	علم، عالم، معلوم، تعلیم، تعلّم، معلّم
نَفْسٌ	ہر نفس، نفسا نفسی، نفسانی خواہشات
قَدَّمَتْ	مقدّم، تقدیم، اقدام، اقدامات، قدم
اَخَّرَتْ	آخر، آخری، آخرت، مؤخر، آخرکار، بالآخر
غَرَّ	غرّہ (گھمنڈ)، غرور، مغرور، مغروری
خَلَقَكَ	خلق، تخلیق، خالق، مخلوق، خلقت
فَسَوّٰكَ	مساوی، مساوات، تسویہ، استواء، خطِ استوا
فَعَدَلَكَ	عدل، عدالت، عدالت عالیہ، عادل
صُوْرَةٍ	صورت، بدصورت، تصویر، مصوّر، صورتیں

رَكَّبَكَ	مرکب، مرکبات، ترکیب، مرکب اجزاء
تُكَذِّبُوْنَ	کِذب، تکذیب، کاذب، کذّاب
لَحٰفِظِيْنَ	حافظ، حفاظت، محافظ، محفوظ، محافظین، حفاظ، حفظ قرآن، اللہ حافظ
كَاتِبِيْنَ	کاتب، کتابت، کاتبین، کتاب، مکتب
تَفْعَلُوْنَ	فعل، فاعل، مفعول، افعال
الْاَبْرَارَ	برّ، ابرار لوگ
الْفُجَّارَ	فاجر، فسق و فجور، فاسق و فاجر
بِغَآئِبِيْنَ	غائب، علم غیب، غیوب، غیبی اطلاع، عالم غیب
اَدْرٰىكَ	درایت، روایت و درایت، لا ادری
تَمْلِكُ	مالک، ملک، ملکیت، املاک، ملوک، مملوک
شَيْـًٔا	شئ، اشیاء، اشیاءِ خوردنی
الْاَمْرُ	امر، امور، امورِ خانہ، آمریت

مختصر گرائمر و لغت

انْفَطَرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِنْفِطَارٌ'' (پھٹ جانا)
انْتَثَرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِنْتِثَارٌ'' (بکھر جانا، جھڑ جانا)
الْبِحَارُ	بَحَر کی جمع (بڑا دریا، سمندر)
فُجِّرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''تَفْجِيْرٌ'' (بہانا)
بُعْثِرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی مجہول، مصدر ''بَعْثَرَةٌ'' (اکھیڑ دینا، بکھیر دینا)
عَلِمَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی معلوم، مصدر ''عِلْمٌ'' (جاننا)
قَدَّمَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَقْدِيْمٌ'' (آگے کرنا)
اَخَّرَتْ	واحد مؤنث غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَأْخِيْرٌ'' (پیچھے کرنا)
غَرَّكَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''غُرُوْرٌ'' (دھوکا دینا) اور ''كَ'' ضمیر مفعول بہ ہے۔
فَسَوّٰكَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَسْوِيَةٌ'' (برابر کرنا) شروع میں ''فَ'' عاطفہ اور آخر میں ''كَ'' ضمیر مفعول بہ ہے۔

فَعَدَلَكَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''عَدْلٌ'' (برابر کرنا) آخر میں ''كَ'' ضمیر مفعول بہ ہے۔
رَكَّبَكَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''تَرْكِيْبٌ'' (جوڑنا، ترتیب دینا) آخر میں ''كَ'' ضمیر مفعول بہ ہے۔
تُكَذِّبُوْنَ	جمع مذکر حاضر، مضارع معلوم، مصدر ''تَكْذِيْبٌ'' (جھٹلانا)
لَحٰفِظِيْنَ	جمع مذکر، اسم فاعل، مصدر ''حِفْظٌ'' (بچانا)
كِرَامًا	''كَرِيْمٌ'' کی جمع، مصدر ''كَرِيْمٌ'' (معزز ہونا)
كَاتِبِيْنَ	جمع مذکر، اسم فاعل، مصدر ''كِتَابَةٌ'' (لکھنا)
الْفُجَّارَ	یہ فَاجِرٌ کی جمع ہے، مصدر ''فُجُوْرٌ'' (گناہ کرنا)
يَصْلَوْنَهَا	جمع مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''صَلْيٌ'' (داخل ہونا) آخر میں ''هَا'' ضمیر مفعول بہ ہے۔
بِغَآئِبِيْنَ	جمع مذکر، اسم فاعل، مصدر ''غَيْبٌ'' (پوشیدہ ہونا، غائب ہونا)
اَدْرٰىكَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''إِدْرَاءٌ'' (خبر دینا) آخر میں ''كَ'' ضمیر مفعول بہ ہے۔
لَا تَمْلِكُ	واحد مؤنث غائب، مضارع منفی معلوم، مصدر ''مِلْكٌ'' (اختیار رکھنا)

قیامت کا منظر:

اس سورت اور گزشتہ سورت تکویر میں قیامت کا منظر بیان کیا گیا ہے۔اسی لئے تو ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص قیامت کو اپنے آنکھوں سے دیکھنے کا خواہش مند ہو وہ سورۃ تکویر، سورۃ انفطار اور سورۃ انشقاق پڑھ لے۔'' (جامع ترمذی، حدیث:3333، مسند احمد 2/27)

چنانچہ سورت انفطار میں قیامت کے چند مندرجہ ذیل مناظر بیان کیے گئے ہیں:

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ①

انفطار کا معنی ہے کسی چیز کا لمبائی کے رخ اس طرح پھٹنا کہ اس میں شگاف پڑ جائیں یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی ہیبت کی وجہ سے یہ مضبوط اور ٹھوس آسمان بھی پھٹ جائے گا اور اس میں دروازے ہی دروازے بن جائیں گے، جیسے گزشتہ سورت تکویر میں فرمایا: وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ''جب آسمان کی کھال اتار دی جائے گی۔'' اور سورۃ الانشقاق میں فرمایا ''اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ'' ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔''

وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ②

انْتَثَرَتْ کا معنی ہے کسی چیز کا اصل سے جھڑ کر برباد ہو جانا۔ ناک کے جھاڑنے کو بھی انتثار کہتے ہیں کیونکہ ناک صاف کرتے وقت بھی فاسد ذرات بے ترتیبی سے جھڑ کر زمین پر گر جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن یہ خوبصورت ستارے جو صدیوں سے ٹمٹما رہے ہیں اور کبھی ان کی رفتار و چمک میں نقص واقع نہیں ہوا اس دن یہ بھی بے نور ہو کر جھڑ جائیں گے۔ صاف ظاہر ہے جب آسمان پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گا تو ستاروں کا وجود کیسے رہے گا، جیسے چھت گر کر تباہ ہو جائے تو چھت کے نیچے لگے بلب کا کیا حال ہوگا؟

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ③

فُجِّرَتْ باب تفعیل سے ہے جس میں معنی کی زیادتی پائی جاتی ہے۔ تو اس کا معنی ہوگا۔ آگ والی چیز کا دھماکہ سے پھٹ جانا۔ اسی لیے ایٹمی دھماکہ کو ''اَلتَّفْجِيْرُ الذَّرِّيْ'' کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ پانی بھرے سمندر بھی سخت دھماکے سے پھٹ جائیں گے اور پھٹنے کے ساتھ ہی پانی جن دو گیسوں ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنا ہے وہ دوبارہ گیسوں کی شکل اختیار کر لے گا۔ ہائیڈروجن خود جلتی ہے اور آکسیجن جلنے میں مدد دیتی ہے۔ پھر ان گیسوں کو آگ کا معمولی اشارہ دیا جائے گا جس سے آگ کے شعلے بھڑک اُٹھیں گے، تو اس وقت انسان کی وہی حالت ہوگی جو کڑاہی میں دانوں کی ہوتی ہے۔

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ④

بعض مفسرین نے لفظ ''بُعْثِرَ'' کو دو لفظوں بَعَثَ اور عَثَرَ سے مرکب قرار دیا ہے۔ دونوں میں مشترک حرف ع، ث کے تکرار کو حذف کیا تو ''بَعْثَرَ'' بن گیا۔ جس کا معنی ہے کہ کسی چیز کو کھول کر اس کے اندر سے موجود چیز کو نکالنا۔ اس جگہ قبروں کو شق کر کے مُردوں کو نکالنا مراد ہے۔ یعنی قیامت کے دن جب سخت خوفناک دھماکہ ہوگا تو صدیوں سے مٹی تلے دبے ہوئے افراد بھی زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہونگے۔ جیسے گہری نیند والا سخت آواز سننے پر اُٹھتا ہے۔

میدان محشر کا منظر دیکھ کر حیران و پریشان ہو جائیں گے کہ یہ کیا معاملہ واقع ہو گیا ہے؟ تو ان کو بتلایا جائے گا۔ هذا ما توعدون

اعمال کے نتائج:

جب مذکورہ امور ظاہر ہو جائیں گے تو ہر انسان کے اعمال کے نتائج بھی ظاہر ہو جائیں گے۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ⑤

اس آیت کے دو مطلب ہیں:

① مَّا قَدَّمَتْ: سے مراد وہ اعمال ہیں جو ابتداء عمر میں کیے اور ''اَخَّرَتْ'' سے مراد وہ اعمال جو آخر عمر میں کیے۔ یہ تمام قسم کے اعمال بالترتیب نامہ اعمال میں درج کیے ہوئے ہیں۔

② مَّا قَدَّمَتْ: سے مراد وہ اعمال ہیں جو زندگی میں اچھے یا بُرے کیے تھے اور ''اَخَّرَتْ'' سے مراد وہ اعمال جن کے اثرات مرنے کے بعد بھی جاری وساری ہیں۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ (مسلم، الهبات، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، حديث:1631)

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین عملوں کے علاوہ تمام منقطع ہو جاتے ہیں: نیک اولاد جو اس کے لیے دُعائیں کریں، صدقہ جاریہ اور وہ علمی کام جس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔''

دعوتِ فکر:

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ⑥ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ⑦ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ⑧

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں انسان کو دعوتِ فکر دی ہے کہ تجھے اپنے خالق و مالک کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے کہ تو اس رحیم و کریم ذات یا اس کی صفات کا انکار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے احسانات اور نوازش کو تو ذرا دیکھ، اگر وہ تجھے انسان کی بجائے کوئی درندہ، پرندہ یا کوئی اور جانور بنا دیتا تو تُو اس کا کیا بگاڑ سکتا تھا؟ اگر تیری شکل و صورت بے ڈھنگی بنا دیتا یا آنکھ، زبان، دماغ وغیرہ میں سے کسی ایک کو مفلوج کر دیتا تو تیری کیسی زندگی ہوتی؟ اس نے تیرے تمام اعضاء یکسانیت اور توازن سے پیدا کیے جس کی وجہ سے تو چوہدری اور سردار بنا پھرتا ہے اگر تیری ایک ٹانگ چھوٹی ہوتی، ایک آنکھ موٹی اور دوسری بڑی ہوتی یا ایک رخسار اُبھرا ہوا اور دوسرا چپٹا ہوتا تو زندگی بھر مجالس میں جانے سے شرماتا اور استہزاء کا محور بنا ہوتا تو تیری زندگی کیسی ہوتی؟ پھر یہ تمام انعامات و احسانات اس نے مفت میں دے دیئے۔ اے انسان! کیا تو نے کوئی عبادت و ریاضت کی تھی جس کے نتیجے میں یہ انعامات دیئے گئے ہیں، یا تو نے ان

انعامات کا مطالبہ کیا تھا جس کے نتیجے میں یہ سب کچھ دے دیا گیا ہے؟ یا تیری بناوٹ وسجاوٹ میں تیرے والدین کا کوئی حصّہ ہے اس نے جس شکل وصورت میں چاہا اس طرح بنا دیا ہے۔ لاکھوں کروڑوں انسانوں کو اکٹھا کرلیں کیا مجال کہ ایک دوسرے سے شکل میں، ساخت میں حتیٰ کہ آواز میں اور انگلیوں کے نشانات میں مشابہت ملے گی؟ پھر اس ذات کا انکار کس طرح کرتا ہے؟ اس کی ناشکری کس منہ سے کرتا ہے؟ اس کے وعدوں کا انکار کس بنا پر کرتا ہے؟ اس کی صفت عدل کا کیونکر انکار کرتا ہے؟

یاد رکھ! وہ ذات رحیم وکریم ہونے کیساتھ ساتھ جبار وقہار بھی ہے، اگر اس نے اَن گنت انعامات عطا کیے ہیں تو وہ واپس لینے پر بھی قادر ہے اگر نہیں یقین تو کسی ہسپتال میں جا کر دیکھ لے، کسی سے اس نے ٹانگ کی نعمت واپس لے لی ہے اور کسی سے بازوں کی، کسی کا نظام ہضم واپس لیا تو کسی کا نظام اخراج۔ اور کسی سے دل، دماغ اور گردے کی نعمت واپس لے لی ہے تو اب ان کی زندگی اور ان کے لواحقین کی زندگی دیکھ کیسی ہے؟ ظلم وستم اور بغاوت کرنے والے تو بھی اس کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔ اور اس کی دی ہوئی مہلت سے غلط فائدہ مت اُٹھا، ورنہ اس کی لاٹھی بے آواز ہے۔

احکامِ الٰہی کے انکار کا سبب:

انسان کو خود اپنی تخلیق، لاکھوں انعامات سے مزین جسم اور گردونواح کی حیرت انگیز اشیاء دیکھ کر احکام الٰہی اور حشر ونشر کے وعدوں کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے، لیکن پھر بھی اکثر انسان انکار پر تلے رہتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ دِلوں میں قیامت اور جزا وسزا کا یقین نہیں ہے۔

عقیدہ جزاء وسزا ایسا عقیدہ ہے جو انسان کو ہر ظلم وستم اور ہر سرکشی وبغاوت سے روکتا ہے اور نیک وصالح زندگی پر آمادہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ عقیدہ ایمان کا ایک رکن ہے اور اسلامی تعلیمات میں اس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ہر نیک ومصلح آدمی کے پیچھے یہی عقیدہ کارفرما ہوتا ہے اور ہر باغی وظالم کے پیچھے اس عقیدہ سے انحراف ہوتا ہے۔ اس لیے انکاری لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿٩﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾

تمہارے انکار کی وجہ یہ نہیں کہ تمہیں دلائل نہیں پہنچے یا تمہیں دلائل سمجھ نہیں آئے بلکہ انکار کی اصل وجہ جزاء وسزا کا انکار ہے۔ تو یاد رکھو! تمہاری زندگی کی ایک ایک حرکات وسکنات تحریر کی جارہی ہے۔ ہر انسان پر چار نگران فرشتے مقرر کررکھے ہیں۔ دو دن کے وقت کی اور دو رات کے وقت کی صرف حرکات وسکنات ہی محفوظ نہیں کررہے بلکہ تمہارے دِلی محرکات بھی محفوظ کررہے ہیں۔ اگر کسی مجرم کو پتہ چل جائے کہ کیمرہ میری تمام حرکات وسکنات محفوظ کررہا ہے اور جرم ثابت ہونے پر احتساب کے مراحل سے ضرور گزرنا پڑے گا تو وہ کبھی جرم کی جرأت نہیں کرتا۔ اس سے ہزاروں گنا زیادہ یقین کراماً کاتبین فرشتوں کے لکھنے اور عدالت الٰہی کے احتساب کا ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اگر لوگوں کو انسانی کیمرے اور احتساب کے برابر بھی یقین ہوتا تو جرائم کی رفتار وہ نہ ہوتی جس سے ہم دوچار ہیں۔

نتائج کا دِن:

ہر کام کا نتیجہ ضرور ہوتا ہے۔ اچھے کام کا اچھا اور بُرے کا بُرا نتیجہ ہوتا ہے۔ چونکہ دنیا میں بعض بدفطرت لوگ اس فطری نظام کو بگاڑ دیتے ہیں اور وہ کبھی اپنی حسبِ منشا نتائج لیتے ہیں۔ لیکن فطرت اس طرح تبدیل نہیں ہوتی، آخرکار کبھی اصل حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے۔

لیکن آخرت کے نتائج میں ایک ذرّہ کا بھی فرق نہ آسکے گا۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٨﴾

’’جس نے ایک ذرہ برابر بھی اچھا کام کیا وہ بھی اُسے دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرا برابر بُرا کام کیا وہ بھی دیکھ لے گا۔‘‘ (سورۃ الزلزال)

اس لیے فرمایا:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿١٣﴾

قانون الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کو ایسے انعامات سے نوازا جائے گا جو کسی آنکھ نے دیکھے نہیں، کسی کان نے سنے نہیں اور ان کا تصور کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آیا۔

دنیا کا اصول ہی دیکھ لیں جو آدمی کسی حکومت یا ادارے کے ساتھ مخلص ہوکر چلتا ہے اور اس کے تمام قوانین کا پاس رکھتا ہے تو حکومت یا ادارہ اسے ہر طرح کی سہولت وانعام دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو حکومت یا ادارے کے ساتھ غداری کرے اور ہر قانون کے بخیے ادھیڑے اور ہمہ وقت اس کی بدنامی کا سبب بنے تو حکومت وادارہ اسے کبھی برداشت نہیں کرتا خواہ وہ کتنا حسین وجمیل ہو، قدآور جوان ہو اور اعلیٰ ڈگریوں کا حامل ہو۔

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کی بہت قدر کرنے والے ہیں اور اس کے اخلاص وعمل کا بہت لحاظ کرنے والے ہیں۔ وہ کسی کے قول وفعل کا کیسا بدلہ عطا فرمائے گا، یہ تو دینے والا جانتا ہے یا لینے والا جانے گا۔

وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿١٤﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَاۗىِٕبِيْنَ ﴿١٦﴾

لفظ ’’اَلْفُجَّار‘‘ فَاجِرٌ کی جمع ہے جس سے مراد نافرمان لوگ ہیں۔ لیکن اس جگہ مؤمن گنہگار ونافرمان مراد نہیں ہیں کیونکہ الف ولام کا تقاضا ہے کہ خاص قسم کے نافرمان مراد ہوں۔ اس لیے اس سے کافر یا مشرک مراد ہیں۔ کیونکہ مؤمن گنہگار دائمی جہنم میں نہیں رہیں گے بلکہ اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد جہنم سے نکال لیے جائیں گے۔ البتہ کافر ومشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَاۗىِٕبِيْنَ ﴿١٦﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور کبھی اس سے غائب نہ ہوسکیں گے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جہنم میں اگرچہ قیامت کے دِن داخل ہوں گے لیکن اس سے پہلے قبر میں بھی وہ آگ سے غائب نہیں ہوں گے، جیسے آلِ فرعون کے متعلق فرمایا:

وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ (المؤمن:45-46)

''اور آلِ فرعون کو بدترین عذاب نے گھیر لیا جو آگ ہے۔ اس پر وہ صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں۔ اور جس دِن قیامت قائم ہوگی (کہا جائے گا کہ) آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔''

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿١٩﴾

قیامت کے دن کی عظمت، ہیبت اور ہولنا کی کو ذہن میں بٹھانے کے لیے سوالیہ انداز میں اور تکرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ تمہیں کیا معلوم قیامت کا دن کتنا شدید اور مدید ہوگا۔ بس اس سے اندازہ لگا سکتے ہو کہ کوئی جان، کسی جان کے کوئی کام نہ آسکے گی بلکہ ہر ایک رَبِّ نَفسی کی دہائی دے گا۔ باقی رہی سفارش کی بات تو وہ بھی کوئی اپنی مرضی اور اختیار سے نہ کر سکے گا بلکہ جس کو، جس کے بارے میں اذن الٰہی ملے گا صرف اسی کے بارے میں کر سکے گا، جیسے آیۃ الکرسی میں فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ (البقرۃ:255)

''کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش بھی کر سکے۔''

آج دنیا میں بظاہر لوگوں کی کچھ ملکیت ہے، مگر روزِ قیامت تمام خالی ہاتھ، ننگے جسم اور ننگے پاؤں عدالتِ الٰہی میں کھڑے ہوں گے۔ اس دِن صرف اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور حکومت ہوگی۔ میدانِ محشر میں اعلان کر کے پوچھا جائے گا:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (المؤمن : 16)

''آج کس کی بادشاہی ہے؟ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی جو اکیلا اور زبردست ہے۔''

پرچہ فہم قرآن کورس

وقت 20 مئی 2018ء تک	ملاحظہ: تمام سوالات حل کریں تمام سوالات کے نشانات مساوی ہیں۔	کل نمبر:100	پاس مارکس:40

سوال نمبر ۱۔ سورۃ الانفطار کا خلاصہ اور ماقبل سورت سے ربط تحریر کریں۔

سوال نمبر ۲۔ سورۃ التکویر کی آیت نمبر 19 تا 24 کا لفظی ترجمہ تحریر کریں۔

سوال نمبر ۳۔ سورۃ الانفطار کی آیت نمبر 9 تا 16 کا بامحاورہ ترجمہ لکھیں۔

سوال نمبر ۴۔ مندرجہ ذیل قرآنی الفاظ میں سے پانچ کا اُردو میں استعمال لکھیں۔ سُيِّرَتْ ۔ نُشِرَتْ ۔ مُطَاعٍ ۔ قَدَّمَتْ ۔ فَعَدَلَكَ ۔ تَمْلِكُ

سوال نمبر ۵۔ مندرجہ ذیل میں سے پانچ کے صیغے حل کریں۔ انْكَدَرَتْ ۔ تَذْهَبُونَ ۔ يَسْتَقِيمَ ۔ بُعْثِرَتْ ۔ يَصْلَوْنَهَا ۔ كَاتِبِينَ

سوال نمبر ۶۔ دونوں سورتوں میں لفظ ''إِذَا'' کتنی مرتبہ آیا ہے۔

سوال نمبر ۷۔ مندرجہ ذیل مشکل الفاظ کے معانی لکھیں۔ الْمَوْءُودَةُ ۔ الْكُنَّسِ ۔ بِضَنِينٍ ۔ رَكَّبَكَ ۔ بِغَائِبِينَ

سوال نمبر ۸۔ مندرجہ ذیل میں سے صحیح وغلط کی نشاندہی کریں:

① سورۃ التکویر کا نزولی نمبر 9 ہے۔ ② سورۃ الانفطار کی 19 آیات ہیں۔ ③ سورۃ الانفطار میں 224 حروف ہیں۔

④ سورۃ التکویر میں 106 کلمات ہیں۔ ⑤ اَلْاَبْرَار لوگوں کا ذکر سورۃ الانفطار میں ہے۔

سوال نمبر ۹۔ سورۃ التکویر اور الانفطار کی اہمیت کے بارے میں ایک حدیث لکھیں۔

سوال نمبر ۱۰۔ قیامت کی ہولنا کیوں سے بچنے کے لیے آپ نے کون سے اہم کام شروع کیے ہیں۔

ملاحظہ: جو احباب فہم قرآن کورس میں اپنی رجسٹریشن کروا چکے ہیں، وہی اس سوالنامے کے تحت جوابات ارسال فرمائیں۔

نوٹ: کورس کے مشارکین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر سمسٹر کے اختتام پر نتائج کا بھی اعلان کیا جائے گا، تاہم گزشتہ سمسٹر کے نتائج آنے والے شمارے میں شائع ہونگے۔ ان شاء اللہ

فہم قرآن کورس کے بارے میں آراء وتجاویز کا قارئین کرام کی طرف سے انتظار رہے گا

رجسٹریشن کیلئے نام مع ولدیت، مکمل پتہ، فون نمبر، ای میل ایڈریس اس ای میل پر یا بذریعہ ڈاک درج ذیل پتہ پر بھیجیں

+92 321 6977241 usva.jab@gmail.com +92 300 3943119